استحکامِ پاکستان کی بنیاد جرأت مندانہ قیادت میں ہے

مولانا سعید احمد صدیقی

ریسرچ اسکالر، وفاقی اردو یونیورسٹی، شعبہ علوم اسلامی، کراچی

فاضل علوم دینیہ/ فاضل عربی/ فاضل اردو، ایم۔فل، ایم۔اے، ایم۔ایڈ، ایل۔ایل۔بی

الحمدللّٰہِ رَبِّ العالمین وَالصلوٰۃُ والسَلام علٰی سیّد
الرّسل وَ خَاتَمُ النَّبِیّنَ اَمَّا بعد!

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّراً نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی
یُغَیِّرُوا مَا بِاَنفُسِھِمْ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌO(۱)

''یہ اللہ کی سنت ہے کہ اللہ کسی قوم کو نعمت دینے کے بعد نہیں بدلتا جب تک
کہ وہ خود نہ بدل جائیں، اور بے شک سننے والا، جاننے والا ہے۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے   اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے(۲)

کوئی بھی ملک اور قوم سیاسی، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے مستحکم نہیں ہوسکتی جو مخلص اور جرأت مند قیادت سے محروم ہو۔ ملک کی قیادت جس قدر مخلص، راستباز، دیانتدار اور قابل افراد کے ہاتھوں میں ہوگی اسی قدر ملک وقوم اور معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایسی قیادت منتخب کرنے کی ہدایت کرتا ہے جو مومن، صالح، قابل اور جرأت مند ہو۔ سورۂ بقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَاہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ ط (۳)

فرمایا اسے (طالوت کو) اللہ نے تم پر حکمراں بنایا اور اسے علم اور جسم میں
کشادگی زیادہ دی۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ O(۴)

اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت عطا کی اور فیصلہ کن
بات کہنے کی صلاحیت بخشی۔

کسی بھی ملک کی داخلی و خارجی سلامتی کے لئے چند لازمی عناصر ہوتے ہیں جن کا گراف جس قدر اونچا ہوا ہے ملک اسی قدر مضبوط و مستحکم ہوتا ہے اور جتنا گراف نیچے آتا ہے ملک اتنا ہی کمزور ہوتا ہے۔ ان میں سب سے پہلی چیز یا رأس العناصر جرأت مند، نڈر اور مخلص قیادت ہے جو نامساعد حالات میں بھی قوم میں مایوسی پیدا نہ ہونے دے۔ قوم کے سامنے ایسا بلند نصب العین پیش کرے جو اتنا واضح ہو کہ قوم کو اس کی حقانیت میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔ پھر قیادت اس نصب العین کے ساتھ اتنی مخلص ہو کہ قوم کا کوئی فرد اس کے اخلاص پر انگلی نہ رکھ سکے۔ قیادت میں اگر یہ چیزیں موجود ہوں تو قوم کی طرف سے وفا ہمیشہ غیر مشروط ہوئی ہے اور قوم قیادت کے درمیان اس طرح وفادارانہ تعلق ملکی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے موجود ہے، اعلان نبوت کے بعد کون سی ایسی اذیت اور مصیبت ہے جو مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کو پیش نہیں آئی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کٹھن حالات میں بھی نہ خود ہمت ہاری نہ پسپائی دکھائی نہ اپنے مشن سے پیچھے ہٹے۔(۵) نہ اپنے ماننے والوں (صحابہؓ) کا حوصلہ پست ہونے دیا بلکہ کلمہ طیبہ کی برکت سے انہیں عرب و عجم کے باجگزار ہونے کا مژدہ سنایا۔(۶) لوگوں کے ساتھ مخلصانہ ہمدردی، خیر خواہی اور غمخواری کی چشم دید گواہی آپ ﷺ کی قریب ترین شخصیت یعنی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہے۔(۷) اپنی قوم کے ساتھ اخلاص اور خیر خواہی کا بے مثال طرز عمل آپ ﷺ نے اس وقت بھی نہ چھوڑا جب آپ ﷺ دس لاکھ مربع میل کے واحد حکمران تھے۔(۸) اور جب ربّ کریم نے آپ ﷺ کے واسطے زمین کے خزانے کھول دیئے بلکہ زمین کے خزانوں کی چابیاں عنایت فرما دی تھیں۔(۹) جب آپ ﷺ کے سامنے ہدایا، خمس جذیہ اور

مال غنیمت کا ڈھیر لگ جاتا تھا (۱۰) اور جب آپ ﷺ کے لئے پہاڑوں کو سونا بنادینے کی پیشکش کی گئی تھی ۔(۱۱)

اپنی لیڈری چمکانے کے لئے عوام کی ہمدردی خیرخواہی اور خدمت کے نعرے لگانے والے بہت مل سکتے ہیں، مگر چشم فلک نے آج تک ایسا قائد نہیں دیکھا جس پر ہن برس رہا ہو، اقتدار قدم چوم رہا ہو، عیش و آرام کے تمام مواقع میسر ہوں، مگر وہ یہ دعا کر رہا ہو:

اللّٰھم اَحْیِنی مِسْکِیْناً وَامِتْنِی مِسْکِیْناً وَ احشرنی فِیْ زُمْرَۃ المَسَاکِین.(۱۲)

اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو استحکام حاصل ہو، ملک داخلی اور خارجی طور پر مستحکم ہو تو پھر ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اسی مخلص اور جرأت مند قیادت منتخب کریں، جو عوام کے مسائل کا ادراک رکھتی ہو، جھوٹ، دغابازی، منافقت اور وعدہ خلافی پر مبنی سیاست سے پاک ہو، دولت، اقتدار، جاہ و منصب کی حرص اور طمع سے بے نیاز اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر میدان عمل میں اتری ہو۔ ہمارے ہاں صورتحال اس کے برعکس ہے، سیاستدانوں کی اکثریت دولت اور خاندانی اثر ورسوخ کی بناء پر اقتدار پر قابض ہوتی ہے اور ملک وقوم کی خدمت کے بجائے اپنی تمام تر صلاحیت و قابلیت کو دولت و شہرت کے حصول اور اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے میں صرف کرتی ہے، فرائض سے غفلت، قانون شکنی، کرپشن، اختیارات کا ناجائز استعمال، اقرباء پروری اور جماعتی وابستگیوں کی بناء پر نوازشات کا سلسلہ موجودہ سیاسی کلچر کا حصہ بن چکا ہے۔ ایسی نااہل قیادت اپنی بداعمالیوں کے صلہ میں اپنے ساتھ ملک اور قوم کو بھی لے ڈوبتی ہے۔

مسلم ممالک میں بالخصوص ہمارے ہاں سیاسی عدم استحکام کے پس پردہ مغرب کی سازشیں کارفرما ہیں وہ ان ممالک میں ایسی سیاسی قیادت کی حمایت کرتا ہے جو عوام کے مسائل کا شعور رکھنے اور ان کو حل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتی، قابل اور لائق قیادت اور اس کے زیر اثر ملکی استحکام اور ترقی کو وہ اپنی بالادستی کے لئے خطرہ سمجھتا ہے اس لئے وہ نااہل حکمرانوں کی حمایت اور

پشت کر کے انہیں اپنے مقاصد کے لئے آلہ کار کے طور پر استعمال کرتا ہے اور ان کے ذریعے ملک میں اپنی پالیسیوں کا اجراء کرتا ہے۔

اسلامی سیاست کے ماہرین نے حکمرانوں کی شرائط انتخاب میں ایک اہم شرط ''حریت و آزادی'' ذکر کی ہے۔(۱۳) اس لئے کہ حاکیت، محکومیت اور غلامی کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی، اس لئے یہ ضروری ہے کہ حکمران اپنے دین اور ملک کے معاملات میں اصول شریعت کے مطابق رائے اور فیصلوں میں آزاد ہوں، لہٰذا ایسا شخص ہرگز حکمرانی کے قابل نہ ہوگا جو اپنی رائے اور نظریات یا فیصلوں میں غیروں کا غلام اور تابع ہو۔ جب جسم کی غلامی اور محکومی امارت وخلافت سے مانع ہے، تو ذہن وفکر کی غلامی کے ساتھ بھی خلافت وامارت جمع نہیں ہوسکی۔ اس لئے اگر کوئی حکمران ایسی روش اختیار کرتا ہے تو اسکا معزول کرنا واجب ہوتا ہے۔

پاکستان یا کسی بھی ملک میں داخلی خارجی حقیقی اور پائیدار استحکام اس کی بنیادی فطری اور اولین ضرورت ہے۔ پھر انسانی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ یہ استحکام ربِ کریم کے اس پسندیدہ یا مقرر کردہ دین (۱۴) (نظام زندگی) کے کلی اور ہمہ جہتی نفاذ کے بغیر ممکن نہیں۔(۱۵) جو اس نے اپنے برگزیدہ اور منتخب انبیاء علیہم السلام کی معرفت سارے انسانوں کی دنیوی واخروی فلاح کے لئے عنایت فرمایا (۱۶) اور جس کی تکمیل اس نے اپنے آخری پیغمبر رحمت اور رسول کریم کے ذریعے فرمادی (۱۷) پھر یہ بھی عقلاً نقلاً اور تجربتاً ضروری ہے کہ مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے اس کے واسطے متعین راستوں کو اپنایا جائے۔(۱۸)

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکھا　　　اِن السَّفینۃ لا تجری علی الیبس

تم کامیابی کے خواہش مند ہو لیکن وہ راہ نہیں اپناتے، بے شک کشتی کبھی خشکی پر نہیں چلا کرتی۔

اگر ہم کو پاکستان کی کشتی رواں دواں رکھنی ہے اور اس کو ترقی کی جانب گامزن کرنا ہے تو پھر صرف اسوۂ حسنہ کی روشنی میں جرأت مند قیادت منتخب کرنا ہوگی۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ (۱۹)

ملکی استحکام کے لئے حکومت کے چھوٹے بڑے تمام عہدوں پر انتہائی دیانتدار، اہل، باصلاحیت جرأت منداور خادم (نہ کہ حاکم) بن کر قوم کی خدمت کرنے والے افراد کا تقرر از بس ضروری ہے۔ (۲۰) بددیانت کرپت اور نااہل لوگ نہ صرف ملک کا وقار بلند نہیں کر سکتے، بلکہ ملکی سالمیت و بقاء کو بھی خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔ اسلام میں کوئی بھی حکومتی عہدہ ایک امانت اور انتہائی ذمہ داری کی چیز ہے، دوسرے لفظوں میں کانٹوں کی سیج ہے نہ کہ پھولوں کی۔ (۲۱) کوئی حکومت اگر کسی نااہل آدمی کو کسی منصب پر فائز کرتی ہے تو قرآن مجید اسے خیانت قرار دیتا ہے۔ (۲۲) ابن تیمیہؒ نے زیادہ اہل اور مستحق شخص کے مقابلے میں کسی بھی وجہ سے دوسرے آدمی کے تقرر کو اللہ ورسول اور مومنوں کے ساتھ غداری اور بے وفائی قرار دیا ہے۔ (۲۳)

عہد نبوی میں عمال اور حکومتی کارندوں کا تقرر ہمیشہ ان کی ذاتی اہلیت اور تقویٰ کی بیاد پر کیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمال کی تقرری سے قبل ان کا امتحان لیا کرتے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمانے لگے تو پوچھا تم کس طرح لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے حسب منشاء جواب دیا تو انہیں شاباش دی۔ (۲۴) آگے چل کر خلیفہ راشد سیدنا فاروق اعظمؓ نے تو عمال کو تقرری سے قبل کئی چیزوں کا پابند بایا۔ (۲۵)

آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں کا امام وہ بنے جو ان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو، اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جو سنت کا علم زیادہ رکھتا ہو، اگر اس میں بھی یکساں ہوں تو پھر جس نے ہجرت میں پیش قدمی کی ہو، اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو، کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان بھائی کے اثر ورسوخ کے مقام پر امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کی گدی پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔'' (۲۶)

حکومت نعمت خداوندی: دنیا میں حکومت و سلطنت کا عطا ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔حتی کہ کتاب اللہ اور نبوت ورسالت کے بعد اسی کا درجہ ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ آتَيْنٰهُم مُّلْكاً عَظِيماًO(۲۷)

سو بے شک ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو کتاب اور حکمت (نبوت) بھی دی اور ہم نے ان کو عظیم سلطنت بھی عطا فرمائی۔

اس آیت میں کتاب اور حکمت (احکام شرعیہ، نبوت اور رسالت وغیرہ) کے بعد حکومت و سلطنت کا ذکر کیا ہے۔یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو بڑی بڑی سلطنتیں عطا فرمائی تھیں اسی طرح کچھ بعید نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو ان جیسی یا ان سے بھی بڑھ کر سلطنت عطا فرمادے۔(۲۸)

ایک اور مقام پر فرمایا:

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُونَ O(۲۹)

بلاشبہ زمین کے مالک میرے نیک بندے ہیں۔

لیکن دوسرے مقام پر اس امر کی بھی وضاحت فرمادی کہ یہ سلطنت اور حکومت اگرچہ انسان کو عطا ضرور کی گئی ہے مگر یہ کسی کی ملکیت نہیں، اس کے پاس صرف امانت ہے۔اس کا مالک حقیقی اور اس کا وارث اصلی صرف اور صرف ایک ذات ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد باری ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَO(۳۰)

''بلاشبہ ہم ہی زمین اور اس پر بسنے والوں کے وارث ہیں اور ہماری جانب ان کو (امال کار) لوٹنا ہے۔''

یعنی کائنات کی ہر چیز کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کو عارضی طور پر یہ دنیاوی

مال و متاع بطور امانت دیا ہے۔ مگر انسان کو پھر اللہ ہی کی جانب لوٹنا ہے۔ لہٰذا اگر اس نے امانت میں خیانت اور فرائض منصبی سے انصاف نہ کیا تو وہ یہ سوچ لے کہ اصل مالک کو جواب دہی بھی کرنی ہے۔

در حقیقت مالک ہر شے خدا است ایں امانتِ چند روزہ نزدِ ما است

پاکستان کے استحکام کے لئے جرأت مند قیادت کے فرائض: ہماری قیادت اس وقت جرأتمند ہوگی جب وہ دنیا کے تمام نظاموں کو چھوڑ کر صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں اپنے فرائض سرانجام دیں، سورۃ الحج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ آتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ O(۳۱)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم ملک پر تسلط بخشیں تو یہ لوگ نمازوں کو قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیک کاموں کا حکم دیں گے، اور بری باتوں سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنصُرُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِيْزٌ O(۳۲)

اور اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی حمایت کرتا ہے۔ بیشک اللہ زبردست قوت والا ہے۔

یعنی جو لوگ اللہ کے دین کی ترویج اور اس کی اشاعت و نفاذ کا کام کریں گے اللہ تعالیٰ بھی ان کی نصرت اور مدد فرمائیں گے اور ان کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور فرما کر ان کی منزل کو قریب اور ان کا سفر آسان و سہل فرما دیں گے۔ پھر دوسری آیت میں ان لوگوں کی صفات کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ اس آیت میں ان کی چار صفات مذکور ہیں۔ ۱) اقامت صلوٰۃ، نماز کا نظام قائم کرتے ہیں۔ ۲) نظام زکوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ ۳) امر بلمعروف،

یعنی نیکیوں کا حکم دیتے ہیں۔۴) نہی عن المنکر ، برائیوں سے روکتے ہیں، اور چونکہ وہ یہ تمام کام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہیں اس لئے پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے۔

درحقیقت کسی بھی اسلامی حکومت کی یہی چار اساسی اور بنیادی ذمہ داریاں ہیں اور اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود انہی چار نکات میں مضمر ہے اور ان کے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور سماجی حقوق کا تحفظ انہی چار باتوں کے ذریعے ممکن ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ تمام کام حسن تدبر اور نظم ونسق کے ساتھ انجام پذیر ہونے لگیں تو دنیا کے تمام مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے، اور یہ جہنم زار دنیا جنت نظیر بن جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا تو انہیں چند ہدیات دیں۔خود حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ...... کوئی فیصلہ طلب امر پیش آئے تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا میں کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے فیصلہ نہ کرسکو (تمہیں اس سے رہنمائی نہ مل سکے تو) حضرت معاذؓ نے عرض کیا تو سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ فیصلہ کروں گا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سنت سے بھی فیصلہ نہ کرسکو تو؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا (یعنی اجتہاد کروں گا)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس جواب سے اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو ان باتوں کی توفیق دی، جس سے اس کا رسول راضی ہو۔(۳۳)

اس حدیث میں حاکم کے چند اور فرائض مذکور ہیں۔وہ اپنے تمام فیصلے کتاب وست کی روشنی میں کرے اور اگر کوئی نیا معاملہ پیش آجائے تو اجتہاد کرے، گویا کہ اجتہاد بھی اسلامی حکمران کے فرائض منصبی کا حصہ ہے۔لیکن یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ مجتہد کے لئے کچھ شرائط ہیں۔جو ان شرائط کی تکمیل کرے گا فقط وہی مجتہد کے منصب جلیلہ پر متمکن ہونے کا حقدار ہوگا۔ہر شخص کو یہ

عظیم اور اہم ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی۔

اسلام نے امیر ریاست کے اور بھی بہت سے فرائض متعین کئے ہیں، امیر کے لئے ضروری ہے کہ وہ رعایا کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ معروف کی تاکید اور منکرات کی روک تھام کرے۔ عہدے کی حرص نہ کرے، امیر کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ وہ اپنی حکمرانی کو بنیاد بنا کر اپنے لئے ترجیحی سہولیت حاصل نہ کرے، عوام کے لئے امیر تک پہنچنے میں رکاوٹیں نہ کھڑی کی جائیں اور وہ امور سلطنت اپنے ساتھیوں کے مشورے سے انجام دے۔ امیر کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ عوام کی معاشی حالت کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتا رہے تاکہ وہ پرسکون، مطمئن اور آسودہ حال زندگی بسر کرسکیں۔ (۳۴)

جرأتمند قیادت کیوں ضروری ہے؟

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں!
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں — قبول حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں (۳۵)

اس کائنات کے مالک کے دین کا یہ استحقاق ہے کہا سے دنیا میں غلبہ واقتدار نصیب ہو، دب کر رہنا، معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنا اور مغلوب ہونا اس دین کی فطرت کے خلاف ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (۳۶)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اسکو جہاد کا حکم دیا گیا کہ انسانیت کے جو طبقات سرکشی

اختیار کریں، خدا سے بغاوت کے مرتکب ہوں اور خدا کی مخلوق پر ظلم وزیادتی کریں ان سے جہاد کیا جائے، اوران کے شروفساد کوختم کر کے دین حق کے تحت زندگی گزرنے پر مجبور کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰه(۳۷)

اوران سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کے لئے ہو جائے۔

پاکستان ایک نازک دوراہے پر:

ملا نہیں وطنِ پاک ہم کو تحفے میں　　　ہزاروں دیپ بجھے ہیں تو یہ چراغ جلا

آج ہماری قیادت کو بڑی جرأت، ہوشمندی، دانشمندی کا مظاہرہ کرنا ہے، اور بڑی سوچ وبچار اور مخلص لوگوں کے مشوروں سے فیصلے کرنے ہیں، کیونکہ ایک لمحے کی خطا ایک صدی کی سزا بن سکتی ہے۔

بقول سید علی میاں ندوی:

''پاکستان آج ایک موڑ پر آ کے کھڑا ہو گیا ہے، کاتب تقدیر قلم لئے کھڑا ہے کہ کیا لکھے، بہت سے ایسے مواقع ہوتے ہیں کہ اگر ہماری آنکھیں عالم غیب کی چیزوں کو دیکھ سکتی ہیں تو ہم دیکھیں گے کہ کاتب تقدیر فیصلۂ الٰہی کا منتظر ہے، یہ تو میں نہیں کہوں گا کہ وہ پ کا منتظر ہے لیکن فیصلہ الٰہی بہت سی چیزوں پر موقوف ہوتا ہے، اس لئے نہیں کہ خدکسی کا محتاج ہے، بلکہ یہ سنت اللہ ہے، سنت اللہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ قوموں میں کہاں تک اخلاص ہے، کتنا عزم ہے، کس قدر صلاحیتیں ہیں، کچھ تقدیریں ہوتی ہیں، جو بدلتی رہتی ہیں، اور بدلی جاسکتی ہیں، جن کو ہماری قدیم زبان میں تقدیر معلق کہتے ہیں، تقدیر معلق کا جہاں تک تعلق ہے بعض

مرتبہ اگر دیکھنے والی آنکھیں ہوں اور قرآن کا گہرا مطالعہ ہو تو معلوم ہوا ہے
جیسے کاتب تقدیر منتظر ہے فیصلہ خداوندی کا بعض اوقات کسی جماعت کے
حق میں اور بعض اوقات کسی فرد کے حق میں کہ کیا فیصلہ لکھے؟ وہ وقت ایسا
ہوتا ہے کہ اس کا ایک لمحہ صدیوں کے برابر ہوتا ہے، اس کی ایک لغزش
پوری پوری قوم کے سفینہ کو غرق کر دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔" (۳۸)

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان نے مارچ ۱۹۴۹ء میں جب دستور ساز اسمبلی میں "قرارداد مقاصد پیش کیا گیا، تو تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم پاکستانیوں میں جرأت ایمانی ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام اقتدار
اسلام کے قائم کردہ معیاروں کے مطابق استعمال کیا جائے گا کہ اس کا غلط
استعمال نہ ہو سکے۔ اقتدار تمام تر یک مقدس امانت ہے جو خداوند تعالیٰ کی
طرف سے ہمیں اس لئے تفویض ہوا ہے کہ ہم اسے نوع انسانی کی
خدمت کے لئے استعمال کریں اور یہ امانت ظلم و تشدد اور خود غرضی کا آلہ نہ
بن جائے۔ (۳۹)

مجلس دستور ساز میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بسلسلہ تائید قراردادِ مقاصد فرمایا:

"جناب صدر محترم! قراردادِ مقاصد کے اعتبار سے جو مقدس اور محتاط تجویز
آنریبل مسٹر لیاقت علی خان صاحب نے ایوانِ ہذا کے سامنے پیش کی ہے
میں نہ صرف اس کی تائید کرتا ہوں بلکہ آج اس بیسویں صدی میں (جب
ملحدانہ نظریات حیات کشمکش اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکی ہے) ایسی چیز
پیش کرنے پر موصوف کے عزم و ہمت اور جرأت ایمانی پر مبارک باد دیتا
ہوں۔ (۴۰)

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے (۴۱)

حاصل کلام: پاکستان کے استحکام کے لئے سب سے پہلے جرأتِ ایمانی اور اخلاص کی حامل قیادت کی ضرورت ہے، جو ملک وقوم کے لئے عملی طور پر اخلاص کا ثبوت دے، دب کر رہنا معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنا اور مغلوب ہونا اس کی فطرت کے خلاف ہو۔

اقبال نے کہا تھا:

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا نگاہِ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (۴۲)

اسلام جواں ہمت دین ہے، اس دین کی تعلیمات انسان کو شجاعت اور دلیری کا درس دیتی ہیں، یہاں ظالم کا ہاتھ نہیں پکڑا جاتا، بلکہ اس کی گردن پر وار کیا جاتا ہے، اینٹ کا جواب تیر اور تلوار سے دینے کی ترغیب ہے، آج ہمارا ملک عدم استحکام کا شکار ہے اور ہم انہی سے استحکام کے لئے مدد مانگ رہے ہیں، بلکہ بھیک مانگ رہے ہیں، جنہوں نے ہمارے ملک کو عدم استحکام کا شکار بنایا، آج جرأت ایمانی کے ساتھ، حکمت وبصیرت کے ساتھ اس کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

ہم لاکھ کریں اس سے تعاون کی توقع افرنگ کا کردار بدل ہی نہیں سکتا
مغرب سے نہ رکھ روشنئ طبع کی امید سورج کبھی مغرب سے نکل ہی نہیں سکتا

آخر میں میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اور اُمت مسلمہ کو استحکام عطا فرمائے اور ہمارے حکمراں کو اسوۂ حسنہ سے روشنی حاصل کرنے کی سعادت بخشے کہ اپنے اندر امانت، دیانت، صداقت، شجاعت پیدا کریں اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے جرأت ایمانی کا مظاہرہ کریں۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُO(۴۳)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن، سورہ انفال، آیت ۵۳

۲۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، کلیات اقبال، اردو بازار لاہور، خزینہ علم و دب، ۱۹۹۴ء، ص۱۹۹

۳۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۲۴۷

۴۔ القرآن، سورہ ص، یت ۲۰

۵۔ عام کتب سیرت، ابن ہشام، ابن کثیر، ابن سعد وغیرہ،

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، دارِ صادر، ۱۹۶۰ء، ج۱، ص۲۰۲

۷۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ج۱، ص۳

۸۔ ڈاکٹر حمید اللّٰہ، عہد نبوی کا نظام حکمرانی، لاہور، الفیصل، ص۲۴۴

۹۔ البخاری، محولہ سابقہ، "قد اعطَیتُ مفاتیح خزائن الاَرض" ج۲، ص۹۵۱

۱۰۔ ماوردی، اعلام النبوۃ، مصر، طبع ازہر، ص۲۱۱

۱۱۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبداللّٰہ، مشکوٰۃ المصابیح، کراچی، ایچ، ایم، سعید کمپنی، ص۴۴۲

۱۲۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، کراچی، نور محمد کتب خانہ، ص۳۴۰

۱۳۔ ابن عابدین، ردّالمختار، بیروت، دارصادر، ج۱، ص۵۱۲

۱۴۔ القرآن، سورہ ال عمران، آیت ۱۹

۱۵۔ القرآن، سورہ البقرہ، آیت ۸۵

۱۶۔ القرآن، سورہ اشوری ۱۳، آیت ۱۶۳

۱۷۔ القرآن، سورہ المائدہ، آیت ۳

۱۸۔ (A) Muhammed Iqbal "Speeches and Statments of Iqbal"

(B) Muhammed Ali Jinna "Same Recant Speeces and writting of M. Jinnah" Lahore P.18,366,367

۱۹۔ محمد اقبال، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص۲۹۹

۲۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، محولہ سابقہ، ص۳٤٠، (سید القومِ خَادِمُھمُم)

۱۲۔ علی متقی الھندی، کنزالعمال، بیروت، دارالاحیاء والتراث، ج٦، حدیث ۲۸، ص۱۲۲

۲۲۔ القرآن، سورہ الانفال، آیت ۲۷

۲۳۔ امام ابن تیمیہ، سیاست الھیہ،(اردو) لاھور، ص۷

۲٤۔ ترمذی، محولہ سابقہ، ص۲۱۰

۲۵۔ ابویوسف، الامام، کاب الخراج، بیروت، دارالاحیاء والتراث، ص١١٦

۲٦۔ خطیب التبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، محوّلہ سابقہ، ص ۹۲

۲۷۔ القرآن، سورہ نساء، آیت ٥٤

۲۸۔ قاضی ثناء اللّٰہ، تفسیر مظھری، حیدرآباد، مجلس اشاعت العلوم، النسآء، ۱٤٤/۲

۲۹۔ القرآن، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۵
۳۰۔ القرآن، سورہ مریم، آیت ۴۰
۳۱۔ القرآن، سورہ الحج، آیت ۴۱
۳۲۔ القرآن، سورہ الحج، آیت ۴۰
۳۳۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، بیروت، دارالاحیاء والتراث، ج ۶، ص ۳۲۱
۳۴۔ سید فضل الرحمن، ھادی اعظم، کراچی، دارالاشاعت، ص ۲۹۵
۳۵۔ اقبال، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص ۶۹۵
۳۶۔ القرآن، سورہ التوبہ، آیت ۳۳
۳۷۔ القرآن، سورہ الانفال، یت ۳۹
۳۸۔ سید ابوالحسن علی ندوی، حدیث پاکستان، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص ۱۳
۳۹۔ تصور پاکستان، بانیان پاکستان کی نظر میں، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص ۱۵۰
۴۰۔ تصور پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، محولہ سابقہ، ص ۱۶۳
۴۱۔ اقبال، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص ۲۳۷
۴۲۔ اقبال، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص ۳۲۱
۴۳۔ القرآن، سورہ ھود، آیت ۸۸

پیارے بچوں کے لئے

پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ

مع سوال و جواب

مصنّفہ: ڈاکٹر مسز بشریٰ امام الدین

مطبوعہ: دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

مسلمانوں کی مقدس مائیں

عبرت و نصیحت کے آئینہ میں

دلچسپ و حیرت انگیز واقعات

مع سوال و جواب

ڈاکٹر مسز بشریٰ بیگ

(زیرِ طبع)